OPEN ACCESS
Al-Duhaa
﴾Journal of Islamic Studies﴿
ISSN (print): 2710-0812
ISSN (online): 2710-3617
www.alduhaa.com

Al-duhaa, Vol.:2, Issue: 2,July-Dec 2021
DOI:10.51665/al-duhaa.002.02.0149, PP: 338-353

Brief Answer to the Big Questions میں تخلیق کائنات کے ملحدانہ دلائل کا تنقیدی جائزہ

Critical Study of Atheistic Arguments Regarding Origin of Universe in" Brief Answer to the Big Questions"

Published: 31-12-2021
Accepted: 25-10-2021
Received: 25-09-2021

Muhammad Salman Mir Salman
Doctoral Candidate, Department of Islamic Thought, Faculty of Arabic & Islamic Studies AIOU Islamabad
Email: msmeer82@gmail.com

Dr. Hafiz Muhammad Sajjad
Chairman Department of Interfaith Studies, AIOU Islamabad
Email: muhammad.sajjad@aiou.edu.pk

Abstract

Atheism is a major topic of discussion in modern time. Critical study of Contemporary atheist literature is a bona-fide task for the emerging researchers regarding decontamination of Muslim youth. On the basis of Rationality, Empiricism and critical thinking, brains are draining toward the realm of non-religions. In the past century an overwhelming critique has been put in academic field by the new atheists in favoring atheism, masquerading by science.

Science has nothing to do with supernatural or metaphysical phenomena. Considering scientific attacks by contemporary atheist, it is the need of the hour to tackle account seriously and use Islamic doctrine to cope the penetrating insurgency of atheist thoughts in Islamic world.

Stephen hawking (late) is a famous theoretical physicist and has imparted a valuable and influential thoughts regarding history of time, origin of universe and other cosmological and physical issues. "Brief Answers to the Big Questions" is his last compilation. He argues that for interpretation of origin of Universe nothing has to be with personal God. Instead of attributing God, he attributes the laws of nature for the origin of universe. He argues that it was "time" that causes the universe to begin. He mixed up mythical accounts with the creation accounts mentioned in Holy Scripts.

He focused on the question: Is there a God? He deliberately asked the question and mentioned that science has the capacity to answer that very question. He

argues that before creation of universe God does not have "time" to initiate or trigger the creation process and hence God does not exit. In this article, Hawking's arguments regarding origin of Universe and existence of God has been critically analyzed.

Keyword: Atheism, Laws of Nature, Nature, Design, God

تعارف:

Brief Answer to the Big Questions سٹیفن ہاکنگ کی زندگی کی آخری کتاب ہے۔مذکورہ کتاب Bantam بکس نیویارک کی طبع شدہ ہے جو کہ آٹھ ابواب پر مشتمل ہے۔ کتاب کا پیش لفظ Eddie Redmayne اور ابتدائیہ Kip Throrne کا تحریر کردہ ہے۔ اس سے قبل موصوف کی دو کتب A Brief History of Time اور The Grand Design شہرت حاصل کر چکی ہیں۔ اس کتاب میں چار طرح کے موضوعات زیر بحث لائے گئے ہیں۔ ہم یہاں کیوں ہیں؟ ہماری بقا کیسے ممکن ہے؟ ٹیکنالوجی ہمیں بچائے گی یا تباہ کرے گی؟ ہم ترقی کیسے کر سکتے ہیں؟ وغیرہ۔

سٹیفن ہاکنگ کے مطابق ماضی کے تخلیق سے متعلق بیانات اور اب مزید متعلق نہیں رہے اور ان کی ساکھ پر بھی سوال اٹھایا ہے۔ اس کے نزدیک کائنات کے وجود کے پیچھے قوانین فطرت ہیں، اور کائناتی مظاہر کی تشریح کے لئے کسے فوق الفطرت ہستی کا ہونا غیر ضروری ہے۔ مقالہ ہذا میں مذکورہ کتاب کے پہلے باب کے دلائل کا فکر اسلامی کی روشنی میں تنقیدی جائزہ لیا جائے گا۔

ہاکنگ یہاں چند عظیم سوالات کے جوابات دینے کی بات کرتے ہیں ۔[1] عظیم سوالات ہمیشہ عظیم یا بہت زیادہ اہمیت کے حامل حقائق کی کنہ کے بارے میں کیے جاتے ہیں۔ مزید یہ کہ سائنسی نقطہ نظر سے کسی بھی پیدہ شدہ سوال کے جواب کی علمی حیثیت کا تعین اس بات پر منحصر ہے کہ جواب دینے کے عمل میں سائنسی طریقہ کار کو مد نظر رکھا گیا ہے کہ نہیں۔ اس سلسلہ میں فلسفہ سائنس کو مد نظر رکھ کر یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ جو عظیم سوالات اٹھائے جا رہے ہیں وہ سائنس کے دائرہ کار و دائرہ اختیار میں آتے بھی ہیں کہ نہیں؟

کتاب کے پہلے باب Is there a God میں سب سے اہم نکتہ کی طرف توجہ مبذول کرائی گئی ہے۔ سٹیفن ہاکنگ کے نزدیک سائنس اب مذہبی دائرہ اختیار کے سوالات کے جوابات بھی فراہم کر رہی ہے۔ اس سے قبل ایسے سوالات کے جوابات عموماً مذہب سے وابستہ افراد سے پوچھے جاتے تھے۔ اسکے مطابق سائنس طبیعی مظاہر کے بیان میں زیادہ موزوں جواب دینے پر قادر ہے۔ ہاکنگ کا کہنا کہ اولین انسان کم علمی کی وجہ سے مظاہر کائنات کو فوق الفطرت ہستیوں کی طرف منسوب کرتے تھے، بلا شواہد و بلا حوالہ ہے۔ مزید یہ کہ اس بات کا تعین کون کرے گا کہ کون سے امور فطرتی اور کون سے مافوق الفطرت ہیں؟ سائنس کے دائرہ کار میں آنے والے امور محض فطرت سے متعلق ہیں۔ ملحد سائنس دانوں کے نزدیک فوق الفطرت حقائق تو ہوتے ہی نہیں، تو پھر سائنس جس حسی دنیا کو زیر بحث لا سکتی ہے وہی عین فطرت ہے۔ جب کہ اسلام کے نزدیک نظام کائنات کو چلانے کا فریم ورک یا کائناتی رویہ فطرت کہلاتا ہے۔

سائنس تو محض حسی یا طبعی دنیا سے متعلق سوالات کے جوابات دینے کی کوشش کرتی ہے اور یہ جواب قطعیت اور مکمل یقینیت کے حامل نہیں ہوتے سائنس کے جوابات کے زیادہ موزوں یا احتمالی ہونے کا بیان درست ہے یعنی جو سوالات سائنس کے حیطہ اختیار میں نہیں آتے تو ان کے جوابات ماوراء سائنس امور سے قرار پائیں۔ جب بات "مقصد کے بیان" اور "کیوں" سے

ہو تو یہ مذہب یا فلسفہ کے باب سے تعلق رکھتی ہے نہ کہ سائنس کے۔ سائنس نہ تو تجرباتی طور پر انسان کی دنیا میں موجودگی کے مقصد کو بیان یا ثابت کر سکتی ہے اور نہ ہی آغاز تخلیق کو زیر بحث لا سکتی ہے۔کائنات کا نطقہ آغاز ثابت ہو چکا ہے لہٰذا یہ سوال ضرور بنتا ہے کہ اس عدم سے وجود میں ٹرانس فارمیشن کے پیچھے کیا خود کائنات ہے کہ کائنات کا غیر ہے؟کائنات خود اپنی خالق نہیں ہو سکتی لہٰذا یقینا اس کو فطرت ودیعت کرنے والی ایک ہستی لازمی ہے۔

سائنس ایک کام چلا لینے کا ٹول ہے جن کی اہمیت مسلم ہے لیکن سائنس بہت کچھ ہونے کے باوجود سب کچھ نہیں ہے۔ سائنس پر اعتماد کا یہ قطعی مطلب نہیں ہے کہ سائنس ہر سوال کا جواب دے سکتی ہے۔ تاریخی طور پر سائنس کی طرف منسوب ہر بات کی صحت ثابت نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں سائنسدانوں کی جانب سے فراڈ اور دھوکہ دھی کے متعدد ثبوت موجود ہیں۔ Fraud and deceit in the hall of Scienceمیں ایسی متعدد مثالیں پیش کی ہیں[2]۔

کائنات کے مظاہر کی تشریح سائنس میں جدت اور فہم کے مختلف تناظر کے در آنے سے وقتاً فوقتاً تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ کسی کائناتی مظہر کی تشریح اس دور کے متداول سائنسی نظریہ کی روشنی میں ہی ہوئی ہے اور عموماً لوگ اس پر یقین کر لیتے ہیں۔ لیکن بعد ازاں سائنسی طریقہ کار / سائنسی منہاج میں بہتری کی وجہ سے ممکن ہے کہ اسی کائناتی مظہر کے دیگر پہلو بھی سامنے آ جائیں۔ اس لحاظ سے سائنسی طرز تحقیق Staticکے بجائے Dynamic ہے۔ للذا سائنس پر اعتماد کا یہ مطلب لینا کہ سائنسی بیان کو حتمی شکل دے دی جائے قطعاً درست نہیں اور یہ سائنسی سپرٹ کے مطابق بھی نہیں ہے۔

سٹیفن ہاکنگ نے خدا سے حسد کی بات کرت ہے اور اس کے تسلسل میں یہ کہا کہ میں اس کتاب میں یہ تاثر نہیں دینا چاہتا کہ میرا کام خدا کی موجودگی کو ثابت یا غیر ثابت کرنا ہے۔

> *But I don't have a grudge against God. I do not want to give the impression that my work is about proving or disproving the existence of God. My work is about finding a rational framework to understand the universe around us.*[3]

موصوف کائنات کو خدا سے ہٹ کر بیان کرنا چاہتے ہیں۔ اور ایسا انھوں نے اپنی دوسری کتاب دی گریٹ ڈیزائن میں بھی کیا ہے۔ یہ عجیب منطق ہے کہ ڈیزائن تو ہے مگر ڈیزائنر نہیں ہے، مخلوق تو ہے پر خالق نہیں ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ ایک ذی شعور انسان جو کہ عقلیت کی صلاحیت اور ناقدانہ فکر کو دور حاضر کے انسان کی اعلی صفات میں شامل کرتا ہو اور کائنات کے تعجب انگیز ڈیزائن کو بھی تسلیم کرتا ہو، لیکن کائنات کا سبب اصلی اور اس کو عدم سے وجود دینے والا اور قائم ودائم رکھنے والی ہستی سے اعراض برتے! ۔ سٹیفن ہاکنگ اک خدائے بزرگ وبرتر سے حسد نہ رکھنے کا تو کہہ رہے ہیں لیکن ان کی کتاب کا مواد اس کے برعکس کی گواہی دیتا ہے۔ ہاکنگ کے بقول اس کا مطمعہ نظر کائنات کو سمجھنے کے لیے عقلی فریم ورک کی تلاش کرنا ہے۔ اس فریم ورک کی تلاش کے لیے کون سے عملی ذرائع مطلوب ہیں۔

قرآن پاک عقلی طور پر انسان کے سامنے ذات باری تعالیٰ کے وجود کے لیے جو دلائل دیتا ہے وہ تمام بنی نوع انسان کی اور اوسط عقلی استعداد سے مطابقت رکھتے ہیں۔ انبیاء کرام حقیقت مطلق کا ادراک اس خاص فیض کی وجہ سے کرتے ہیں جو کہ ان کے لیے مختص ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں ان کا مشاہدہ ہمارے لئے بطور خبر کے ہوتا ہے۔ انبیاء کرام کا مشاہدہ بصورتِ خبر، جدید علیت کی رو سے (جو کہ تجربیت اور منطقی اثبات کی صورت میں موجود ہیں) بطور شہادت evidence پیش نہیں کی جا سکتا۔ لہٰذا

معلوم ہوتا ہے کہ اسٹیفن ہاکنگ کے نزدیک بھی وہ عقلی فریم ورک یقینا صرف انسانی عقل اور اس کے ادراک میں آنے والے تصورات اور نظریات ہیں۔

اسٹیفن ہاکنگ کے مطابق ہمارے ارد گرد پائے جانے والی کمزوریوں اور خلل کو پہلے خدا کی جانب منسوب کیا جاتا تھا مگر اب ہر شے کی تشریح اور وضاحت قوانین فطرت سے کی جا سکتی ہے۔ 4یقیناً یہ ایک فکری مغالطہ ہے کہ فطرت کو الوہی صفات سے منصف کر کے قوانین فطرت (جو کہ خود اپنے خالق نہیں بلکہ اپنے نفاذ کے ضمن میں عاجز ہیں) کو خالق سے متبدل کر دیا جائے۔ یہ امر قابل توجہ ہے کے فطرت سے کیا مراد ہے اور قوانین فطرت مطلق ہیں یا کہ اضافت کے حامل ہیں؟ کیا فطرت صرف طبیعی دنیا سے متعلق ہے؟

خدا کی ذات و صفات میں شک کرنے والے یا پھر اس کے وجود کے منکر مابعد الطبیعاتی امور/مظاہر کے بھی منکر ہوتے ہیں۔ اس صورت میں ان کے ہاں فطرت سے مراد یہ طبعی دنیا اور اس کے لوازمات ہی ہوتے ہیں۔ طبیعی دنیا میں موجودات کے اندر اہم آہنگی نظم اور ایک نظام کی صورت میں رواں رہنا قوانین فطرت کے رہین منت ہے۔ ضروری نہیں کہ ہر قانون فطرت اس وقت تک دریافت ہو گیا ہو بل کہ ایسے قوانین بھی ہو سکتے ہیں جو کہ پس پردہ اپنی کارفرمائی کر رہے ہوں۔

قوانین فطرت کسی صورت خدا کا متبادل نہیں بن سکتے۔ زمام کائنات کو چلانے کے لیے ایک ایسے عامل کی ضرورت ہے جو کہ ازلی و ابدی ہو، وہ مقتدر اعلیٰ اور لا محدود دانش کا حامل ہو۔ کائنات کو قائم دائم رکھنے کے لئے لامحدود قوت اور جباری اور قہاری کی صفات سے متصف ہستی کا ہونا لازم ہے۔ کائنات کسی اندھے بہرے قوانین فطرت کی وجہ سے قائم نہیں ہے بلکہ اس کو بہت باریکی سے قابل عمل بنایا گیا ہے۔

ہاکنگ مخصوص قوانین فطرت کا ذکر کرتا ہے اور ان کے بارے عندیہ دیتا ہے کہ وہ ہمیشہ obey کیے جاتے ہیں۔ نزدیک کائنات کی توضیح و تشریح کے سلسلے میں یہ قوانین ہی خدا کے متبادل کے طور پر لیے جا سکتے ہیں لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ قوانین فطرت کی ابتدا کیسے ہوئی اور اور یہ قوانین کیسے ایک بے جان سے جاندار کو وجود بخش سکتے ہیں۔ قوانین وضع کئے جاتے ہیں یا پھر کائنات میں پائی جانے والی موافقت، نظم، اہم آہنگی اور ترتیب کو بیان کرنے والے بیانات ہوتے ہیں۔ یہ بذات خود تخلیقی اہلیت کے حامل نہیں ہوتے مثلاً نیوٹن کا حرکت کا تیسرا قانون کے مطابق ہر عمل (قوت) کا رد عمل (قوت) ہوتا ہے۔ یہ ایک طبیعی طور پر ثابت شدہ بیان ہے اور فی الوقت اس کے مغائر شواہد نہیں ہیں۔ اس قانون کو طبیعی دنیا کی حد تک درست ماننے میں کوئی حرج نہیں، لیکن اس قانون کے اندر اپنے تئیں کچھ کر گزرنے کی صلاحیت نہیں ہے بلکہ یہ تو سبب اور اثر کے تعلق کو ظاہر کرتا ہے۔ مذہبی بیانات سے معجزات کے باب میں تفصیل ملتی ہے کہ باری تعالیٰ چاہیں تو وہ سبب اور اثر کے درمیان مداخلت کرتے ہوئے مختلف نتائج سامنے لا سکتے ہیں۔ مثلاً ابراہیم علیہ السلام کے لئے آگ کی تپش اور جلنے کی صفت کا معطل ہونا یا پھر ابراہیم علیہ السلام کی چھری کا اسماعیل کی گردن کو نہ کاٹنے کا عمل وغیرہ۔

قوانین فطرت یہ پیش گوئی تو کر سکتے ہیں کہ ہلکی یا بھاری اشیا زمین کی طرف کس اسراع سے کرے گی لیکن یہ پیش گوئی لاشعوری ہوگی ہے چونکہ اشیاء میں اس قبیل کا شعور نہیں ہے جو کہ حوادث میں تغیر کرنے کے قابل ہو۔ قوانین فطرت یہ تو بتا سکتے ہیں کہ ایک نظام کس طرح عمل کرتا ہے لیکن اس نظام کے آغاز مقصد بتانے میں معذور ہیں۔ طبیعی قوانین اپنے طور پر کوئی

نظام تشکیل دینے سے عاجز ہیں اور نہ ہی اپنی دانش (اگر ہے تو) کو استعمال کر کے کوئی نئی شے تخلیق کر سکتے ہیں۔ اسلامی نقطہ نظر میں باری تعالیٰ کائنات کے خالق ہونے کے ساتھ اس کی تدبیر امر بھی کرتے ہیں۔ جس کے لیے پیدا کرنا ہے تو قوانین بھی اسی کے عمل پزیر ہوں گے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ۗ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾[5]

سن لو اسی کے ہاتھ ہے پیدا کرنا اور حکم دینا، بڑی برکت والا ہے اللہ رب سارے جہان کا۔

سائنس دان کائناتی symmetry کے تصور کو تسلیم کر رہے ہیں اگر انہیں کہیں symmetry سے ہٹ کر شواہد ملتے ہیں تو وہ اس کی اس طرح سے تاویل کرتے ہیں کہ لوکل symmetry میں abnormality کسی بڑی Symmetry کی وجہ سے ہے۔ یعنی gaps اصل میں gaps نہیں بلکہ کسی بڑی یکسانیت کا حصہ ہیں۔ اللہ عزوجل اس کائنات کو آن واحد میں بنا سکتے تھے لیکن اس کائنات کی تکمیل کے سلسلے میں 6 ایام لگے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کائناتی امور ایک تدریج کے ساتھ انجام دیے جاتے ہیں۔ ایسا اللہ تعالی کی بے انتہا عالم کی وجہ سے ہے وہ جانتا ہے کہ آگے کیا ہوگا اور کونسی مداخلت قوانین کو برقرار رکھنے کے لئے اہم ہے۔

قوانین فطرت کا تعلق مادہ سے جوڑا جاتا ہے۔ مثلاً کشش ثقل کے قانون کا انطباق اس صورت میں ہو سکتا ہے جب کوئی سی دو اشیاء کی کمیت ہو۔ اب یہ اجسام میں کمیت کہاں سے آئی۔ قوانین فطرت، فطرت کی حقیقت بتلانے سے عاجز ہیں۔ کمیت سے متعلق قوانین فطرت تو بہت سی خصوصیات بیان کرنے پر قادر ہیں لیکن مقصد اور ابتدا کمیت بتلانے سے قاصر ہیں۔

ہاکنگ سائنس پر یقین کی بات کرتا ہے:

> *If you believe in science, like I do, you believe that there are certain laws that are always obeyed.*[6]

سائنس پر یقین رکھنا کن معنوں میں ہے؟ سائنس ایک طرز فکر تفتیش ہے اور یہ حقیقت کی تلاش میں سرگرم عمل ہے۔ سائنس پر یقین رکھنے سے مراد اس کی معروضیت پر یقین رکھنا یا اس کا مشاہدات کی بنیاد پر نتائج کے حصول کے طریقہ کار کو معتبر جاننا تو سمجھ میں آتا ہے لیکن ایک جانب سائنسدان اس بات پر مصر ہیں کہ کسی بھی سائنسی حقیقت کے لئے اس کا تجرباتی بنیادوں پر معتبر ہونا لازم ہے اور یہ کہ سائنسدان کا ہر بیان سائنس نہیں ہوتا بلکہ سائنسدان جب اپنے دعوے کے ثبوت میں دلیل پیش کرے تو تب اس کا دعوی قابل قبول ہو سکتا ہے۔ اس لحاظ سے ہاکنگ کا یہ قول Dogmatic ہے۔ سائنس دانوں کا ہر بیان سائنسی حقیقت نہیں ہوتی اور سائنسدان، سائنس پر سند نہیں ہوتے۔

قوانین فطرت اپنے اجرا کنندہ کی طرف توجہ مبذول کرواتے ہیں۔ یہ ممکن نہیں کہ قوانین تو ہوں لیکن ان کے اجراء کرنے والا کوئی نہ ہو۔ خلق اور امر لازم و ملزوم ہیں۔ لہٰذا اسلامی نقطہ نظر سے جو افراد کائنات کی حقیقت کا اقرار کرتے ہیں اور فطرت میں پائی جانے والی باقاعدگیوں کے پیچھے قوانین فطرت کو کارفرما تسلیم کرتے ہیں، ان کے لیے یہ سمجھنا مشکل نہیں ہے کہ ان قوانین فطرت کو بنانے والا اور نافذ کرنے والا بھی وجود رکھتا ہے۔ قوت نافذہ کی حامل اس ذات کو مذاہب کی زبان میں خدا کا نام دیا جاتا ہے۔ ہاکنگ محض سوال اٹھانے کو سائنس قرار دیتا ہے۔[7] طبیعی مظاہر/آثار کا انسان کی سمجھ میں آجانے سے خدا کا انکار کیسے لازم ہوتا ہے۔ خدا کے وجود کے قائل اس باب میں کبھی بھی یہ دعویٰ نہیں کرتے کہ کائناتی مظاہر کی انسانی تفہیم ناممکن

ہے۔ بلکہ آسمانی مذاہب بالخصوص اسلام قدم قدم پر دنیاوی مظاہر کی مثالیں دیتا ہے اور کائنات کو نشانیاں قرار دیتا ہے لیکن یہ نشانیاں ان لوگوں کے لئے ہیں جو بصارت کے ساتھ بصیرت کے حامل ہیں۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

﴿ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا وَ لَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا وَ لَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا اُولٰٓىِٕكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴾[8]

"ان کے دل ہیں لیکن ان سے سمجھتے نہیں۔ ان کی آنکھیں ہیں لیکن ان سے دیکھتے نہیں۔ ان کے کان ہیں لیکن ان سے سنتے نہیں۔ یہ چوپائے کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں، یہ لوگ غافل ہیں"۔ اسی تسلسل میں ارشاد باری ہے:

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓىِٕكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا[9]

"اور نہ پیچھے پڑ جس بات کی خبر نہیں تجھ کو، بے شک کان، آنکھ اور دل، ان سب کی ان سے پوچھ ہوگی"

یہاں سماعت، بصارت اور دل و دماغ کے استعمال پر باز پرس کی بات ہو رہی ہے۔ باز پرس اس صورت میں ہو سکتی ہے جب کوئی ذمہ داری عطا کی گئی ہو۔ یہ بنیادی طور پر انفس و آفات میں تدبر کے لئے عطا کی گئی حسیں ہیں۔ چوں کہ یہ حسیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور نعمت عطا کی ہیں۔ للذا ان کا بر موقع اور بر محل اور بامقصد استعمال کا تقاضا بھی کیا گیا ہے۔ کائناتی مظاہر میں غور و فکر اور تدبر کرنا عین مطلوب ہے۔[10]

مظاہر کائنات کو عقل والوں کے لئے نشانیوں سے تعبیر کیا گیا ہے۔ انسان اگر خدائے تعالیٰ کی عطا کردہ عقلی صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر حقائق فطرت جان لیتا ہے یا پھر مظاہر فطرت کی تشریح کرنے میں کامیاب ہوتا ہے یا پھر ان مظاہر و آثار کے پیچھے کارفرما قوانین یا اصول دریافت کر لیتا ہے تو اس سے ان قوانین، اصول اور مظاہر کے پس پردہ ایک غالب قوت، کہ جس نے ان مظاہر کو قائم رکھا ہوا ہے کا انکار کیسے لازم آتا ہے۔ بلکہ قوانین کے بارے میں معرفت اس قانون کے نافذ کرنے والی ہستی کی معرفت پر جا کر منتج ہونی چاہیے۔ لہٰذا وہ مظاہر فطرت جن کی انسان کو جانکاری حاصل ہو جائے Divine event کی نوع سے خارج نہیں ہو جائیں گے۔ الوہی واقعہ یا کائناتی مظاہر مثلاً خسوف و کسوف، قوس قزح، زلزلے وغیرہ کے بارے میں جاننا اور ان کے بارے پیش گوئی کرنے سے اس واقعہ کے پیچھے کارفرما قوانین اور قوانین کو وضع کرنے والی ہستی کا انکار کسی صورت لازم نہیں آتا۔ کائنات میں توازن، یکسانیت اور تسلسل دراصل قوانین فطرت کے عمل کا نتیجہ ہیں۔[11]

سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ ان کے ذریعے سے اللہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔ لوگوں میں سے کسی کے مرنے پر انہیں گرہن نہیں لگتا۔ مظاہر قدرت سے اعراض کرنے والوں پر قرآن کریم میں تنقید کی گئی ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔

وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ[12]

"زمین اور آسمانوں میں کتنی ہی نشانیاں ہیں جن پر سے یہ لوگ گزرتے رہتے ہیں اور ذرا توجہ نہیں کرتے"۔

ہاکنگ کا کہنا ہے کہ:

Universe is a machine governed by principles or laws. Laws that can be understood by the human mind.[13]

محولہ، بالا عبارت میں قوانین فطرت کی انسانی فہم کو کافی قرار دیا گیا ہے حالانکہ اس وقت بھی بہت سے مظاہر ایسے ہیں جن کی انسانی عقل تشریح کرنے سے قاصر ہے مثلاً Quantum Superposition مادّہ کا بنیادی ذرّہ، بنیادی طبیعی قوتوں کا مصدر اور ان جیسے اور سوالات ہیں جن کا حل محض سائنس کے منہج کو استعمال کرکے انسانی ذہن کے احاطہ میں نہیں

آ رہے۔ یہ انسانی عقل کی نارسائی ہے کہ وہ حقیقت مطلق کا استحصا نہیں کر سکتی۔ہاکنگ قوانین فطرت کو خدا کے متبادل قرار دیتا ہے۔اس کا کہنا ہے:

I believe that the discovery of these laws has been humankind's greatest achievement, for it's these laws of nature – as we now call them – that will tell us whether we need a god to explain the universe at all. [14]

قوانین فطرت کی دریافت بلاشبہ بنی نوانسان کی ایک عظیم کامیابی ہے لیکن اس سے یہ نتیجہ کسی صورت نہیں نکالا جاسکتا کہ قوانین کی جانکاری سے کائنات کی تشریح کے لیے اب خدا کا تصور غیر متعلقہ ہوگیا ہے، یا کائنات کے امور کا انتساب خدا کی طرف نہیں کیا جاسکتا۔ یہ انسانی ذہن کی عصبیت کا شاخسانہ ہو سکتا ہے۔ قانون فطرت کی معرفت ان قوانین کے وضع کرنے والی ذات یا ہستی کی معرفت کی طرف تو لے جا سکتی ہے لیکن اس کے برخلاف غیر منطقی ہے۔ ہاکنگ کے بقول قوانین فطرت ماضی، حال اور مستقبل میں چیزوں کے بارے میں بتاتے ہیں کہ اشیاء کس طرح کام کرتی ہیں۔[15]

قوانین فطرت کسی صورت خدا کا ہم البدل نہیں ہو سکتے۔ بلاشبہ انسان کے مشاہدے میں ان قوانین میں ردوبدل دیکھنے میں نہیں آیا لیکن سائنسدان جب بھی ان قوانین کو بیان کرتے ہیں تو ان کا بیان مطلق نہیں ہوتا بلکہ قوانین کی تحدید کی جاتی ہے کہ اٹامک لیول سے آفاقی سطح پر تا حال اس قانون کے مغائر کوئی واقعہ مشاہدہ میں نہیں آیا۔ ہاکنگ قوانین کے اجرا کرنے والی ہستی کے لائق صفات، قوانین کو متصف کر رہا ہے اور ان قوانین کو ناقابل تغیر اور آفاقی کہتا ہے۔اس کے مطابق قوانین فطرت کو توڑا نہیں جاسکتا۔ اسلامی نقطہ نظر سے قوانین فطرت بھی اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی قدرت کے تابع ہیں اور ساری کائنات ان قوانین کے تحت رواں دواں ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ﴿۱۵﴾ [16]

”وہ تو اللہ ہی ہے جس کو زمین و آسمان کی ہر چیز طوعاً و کرہاً سجدہ کر رہی ہے اور سب چیزوں کے سائے صبح و شام اُس کے آگے جھکتے ہیں“۔ ہاکنگ کا کہنا ہے کہ:

> *Unlike laws made by humans, the laws of nature can not be broken. That's why they are so powerful and controversial too!*

فطرت بنیادی طور پر کائنات کے رویّہ کا اظہار ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فطرت کے معاملہ میں تصرف کر سکتے ہیں۔ فطرت اور قدرت میں یہ فرق ہے۔ قرآن کریم میں فطرت کے بارے میں متعدد ارشادات موجود ہیں۔ مثلاً فطرت خلقت کے معنوں میں بھی وارد ہوا ہے۔

فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۭ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ۭ [17]

”وہی ہے تراش اللہ، جس پر تراشا لوگوں کو، بدلنا نہیں اللہ کے بنائے ہوئے کو“

اللہ کی فطرت سے مراد اسلام ہے: لہٰذا فطرت میں تبدیلی دراصل خدائی تصرفات کی وجہ سے معجزات کی صورت سامنے آتی ہے۔ ایسا ہو سکتا ہے کہ بظاہر خلاف فطرت واقعہ میں خدا کا تصرف یا مداخلت بھی فطرت ہی کا حصّہ ہو، یعنی معجزاتی امور ایک بالا فطرت کا حصہ ہو سکتے ہیں۔ قرآن کریم میں اس جیسے ایک سے زائد واقعات بیان ہوئے ہیں جو کہ روز مرہ سے ہٹ کر وقوع پذیر ہوئے مثلاً چاند کا دو ٹکڑوں میں بٹ جانا، موسیٰؑ کے لئے سمندر کا پانی دو حصّوں میں تقسیم ہو جانا، ابراہیمؑ کے لیے آگ کا ٹھنڈا یا پرسکون ہو جانا وغیرہ۔ یہ تمام امور دنیاوی فطرت سے تو ہٹ کر ہیں لیکن الوہی فطرت کی عین ہیں۔ طبیعات میں کوانٹم کی سطح پر ایسے واقعات وقوع پذیر ہوتے ہیں جن کی پیش گوئی نہیں کی جا سکتی۔ ان واقعات کو غیر فطرتی کہنے کی بجائے ان کی

بے قاعدگی کو ہی فطری مان لینا عین سمجھ داری کا ثبوت ہے۔ لہٰذا طبیعی قوانین کا ناقابل تغیر اور آفاقی ہونا مسلّم ہے۔ اور ان کا آفاقی ہونا ہی ان کی استواری کا ثبوت ہے۔ قوانین میں استقلال اور تسلسل در اصل ایک مستقلاً قائم بالذات ہستی کی غمازی کرتا ہے۔ قوانین فطرت استقراء کے طریقے سے کائنات کے کسی خاص شعبہ کی باقاعدگی کا بیان ہوتے ہیں۔

متعدد کائناتوں کے مفروضہ کی بنیاد پر ایک سے زیادہ قوانین فطرت موجود ہو سکتے ہیں، اور کسی خاص صورت حال کے وقوع پذیر ہونے پر اپنا عملی مظاہرہ کر سکتے ہیں اور ممکن ہے کہ چند قوانین ایسے ہوں جو کہ ابھی تک دریافت نہ ہوئے ہوں اور خرق عادت امور ان نامعلوم قوانین کے تحت انجام پاتے ہوں۔ سائنس کا یہ دعویٰ ہرگز نہیں کہ وہ کائنات کے تمام اسرار و رموز کے بارے میں جان چکی ہے۔ اور نہ ہی غائب کی نفی سائنسی منہاج کا لازمی تقاضا ہے۔

If you accept, as I do, that the laws of nature are fixed, then it doesn't take long to ask: what role is there for God? This is a big part of then contradiction between science and religion, and although my views have made headlines, it is actually an ancient conflict[18].

ہاکنگ کے مطابق قوانین فطرت کو فکسڈ مان لینے سے خدا کی کائنات میں مداخلت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ سائنس اور مذہب کا پہلے سے چلا آنے والا معرکہ ہے۔ سائنس اپنی اصل میں معروضی ہونے کی وجہ سے نارمیٹیو مذہب سے بعض اوقات ٹکراتی دکھائی دیتی ہے لیکن ایسا ہرگز نہیں کہ مذہب اور سائنس ایک دوسرے کے ہمیشگی متحارب ہوں۔

دور حاضر میں ٹیکنالوجی کی صورت میں سائنس اپنی عملی افادیت سے دنیا کو بہتر زندگی کی سہولیات فراہم کرنے کی موجب بن رہی ہے اور علمی حلقوں میں سائنس کے کام چلانے کی صلاحیتوں کا اعتراف کیا جاتا ہے اس لئے سائنس کے دعویٰ جات کو بھی معیاری مانا جاتا ہے۔ کسی طبعی مظہر کی سائنسی تفہیم انکار خدا کو لازم نہیں کر دیتی۔ ایسا نہیں ہے کہ تفہیم کائنات کے لئے سائنسی منہج کے سوا کوئی دوسرا منہج قابل عمل نہیں ہے۔ ہر غیر سائنس علم کے دائرہ سے باہر نہیں ہوتی۔ بلکہ غیر سائنس بھی علم کی اعلیٰ صورت ہو سکتی ہے۔ ہاکنگ مشخص اور غیر مشخص خدا میں فرق کرتا ہے اور قوانین فطرت کو خدا کے اوصاف سے موسوم کرتا ہے۔ اس سلسلے میں اس کا کہنا ہے:

One could define God as the embodiment of the laws of nature. However, this is not what most people would think of as God. They mean a human-like being, with whom one can have a personal relationship. When you look at the vast size of the universe, and how insignificant and accidental human life is in it, that seems most implausible. [19]

ہاکنگ کے مطابق خدا کو قوانین فطرت کے عملی ظہور کے طور پر مانا جا سکتا ہے۔ لیکن ایسا اکثر خدا کے ماننے والے تسلیم نہیں کریں گے۔ در اصل ہاکنگ یہاں Deist خدا کی بات کر رہا ہے۔ Deism کے مطابق جملہ صفات سے عاری خدا کائنات کی تخلیق کا موجب ہے اور کائنات کو جاری کرنے کے بعد وہ اب کائنات سے لاتعلق ہے اور امور دنیا میں تصرف نہیں کر رہا۔ کچھ Deist کے مطابق خدا خود متبدل ہو کر کائنات بن گیا اور کچھ کے مطابق کائنات سے ہٹ کر خدا نے کائنات کو اپنے اندر سمویا ہوا ہے۔ Spinoza اور آئن سٹائن کی طرف Deist خدا کا اقرار منسوب کیا جاتا ہے۔[20] ہاکنگ کے مطابق اکثر لوگ ایسے صفات سے عاری خدا کو تسلیم نہیں کرتے۔ ڈی ازم میں قوانین فطرت اور providence کو تسلیم کیا جاتا ہے۔ خدا کو کامل تصور کیا جاتا ہے لیکن اولوہی وحی اور معجزات کے ذریعے خدا کا دنیا میں تصرف کا انکار کیا جاتا ہے۔ وحی کو بطور مذہبی علوم کے مصدر کا

انکار کیا جاتا ہے بلکہ فطری دنیا کا مشاہدہ اور عقل ایک واحد خالق یا مطلق اصول کی معرفت کے لیے کافی تصور کیے جاتے ہیں۔ ڈی ازم میں معجزات کی خبروں کو مسترد کیا جاتا ہے۔ مذہبی عقائد اور رسومات تو انسانی عقل سے بالاتر سمجھتے ہوئے انہیں رد کیا جاتا ہے۔ اس کے مطابق انسان کو صرف اس اخلاقی علم کو قبول کرنا چاہیے۔ جو اس نے اپنی عقل کی صلاحیت کو استعمال کرکے حاصل ہو۔[21]

ہاکنگ مزعومہ خدا کو انسان کی طرح کا خدا اقرار دیتا ہے جو کہ سراسر تعصب کی وجہ سے ہے۔ دعاؤں کا جواب دینے والا اور کائناتی امور میں مداخلت کرنے والا خدا تمام آسمانی مذاہب میں مانا جاتا ہے۔ خدا صاحب ارادہ ہے اور کائنات کو بنانے کے بعد اپنی صفت ربوبیت کے تحت اسے نمو بھی دے رہا ہے اور کائناتی امور چلا رہا ہے۔ وہ بوقت ضرورت معجزات کے ذریعے عام معاملات کے مغائر مداخلت بھی کر سکتا ہے اور اپنی مخلوق کے ساتھ تعلق قائم رکھے ہوئے ہے۔ کل یوم ھو فی شان کی آیت کے مصداق کائنات کا Superintendent بھی ہے۔ زمان و مکاں سے ماوراء ہے اور اس جیسی کوئی شے نہیں ہے۔[22]

اسلامی نقطہ نظر سے ہاکنگ کا انسان کی طرح کا خدا کا بیان قابل گرفت ہے، جو کہ کائنات میں تصرف کرنے پر قادر ہے اور قوانین فطرت کو وضع کرنے اور ان کو رواں رکھنے کا محرک ہے۔ خدا نے وسیع و عریض کائنات میں انسان کی تخلیق بلا مقصد نہیں بلکہ اس کو ایک مقصد کے تحت پیدا کیا ہے اور وہ مقصد تکوینی قوانین کے ساتھ ساتھ تشریعی قوانین کی پیروی کرنا ہے۔ اس کا کہنا ہے :

> *I use the word "God" in an impersonal sense, like Einstein did, for the laws of nature, so knowing the mind of God is knowing the laws of nature. My prediction is that we will know the mind of God by the end of this century.*[23]

یہاں ہاکنگ خدا کے تصور پر بحث کرتا ہے اور اپنے خدا کے تصور کو آئن سٹائن سے منسوب خدا کے تصور سے مربوط کرتا ہے کہ خدا لوگوں کی ذاتی زندگی میں مداخلت نہیں کرتا یا پھر کائنات سے لاتعلق خدا۔ ہاکنگ خدا کو فطری قوانین کے متبادل کے طور پر قبول کرنے کا کہہ رہا ہے کہ کائنات کی ابتداء کا سبب فطری قوانین ہی کو اگر خدا کی اصطلاح دی جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اس طرح خدا کے ذھن کو جاننا دراصل فطری قوانین کو جاننے کے مترادف ہے۔ ہاکنگ اس صدی کے آخر تک خدا کے ذھن کی تفہیم حاصل کر لینے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اسلامی نقطہ نظر سے خدا ہمہ وقت طبیعی وغیرہ طبیعی کائنات میں تصرف کیسے ہوئے ہے، جیسا کہ ارشاد ہے :

وَ هُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَ فِي الْاَرْضِ ؕ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَ جَهْرَكُمْ وَ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ۝ وَ مَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ۝[24]

" وہی ایک خدا آسمانوں میں بھی ہے اور زمینوں میں بھی، تمہارے کھلے اور چھپے سب حال جانتا ہے اور جو برائی یا بھلائی تم کماتے ہو اس سے خوب واقف ہے"۔ اور ایک جگہ ارشاد ہے :

اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ۚ وَ لَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا[25]

"بے شک اللہ ہی ہے جو آسمانوں اور زمین کو ٹل جانے سے روکے ہوئے ہے، اور اگر وہ ٹل جائیں تو اللہ کے بعد کوئی دوسرا انہیں تھامنے والا نہیں ہے بے شک اللہ بڑا حلیم اور درگزر فرمانے والا ہے"۔

ہاکنگ خدا کے مروجہ تصور کے مغائر کائنات میں جاری وساری قوانین فطرت کو ہی خدا کا رتبہ دے کر ایک مداخلت کرنے کے اہل خدا کا انکار کر رہے اور اپنے دلائل کی کو مضبوط کرنے کے لئے آئن سٹائن کا حوالہ دے رہا ہے۔ آئن سٹائن خود سپینوزا کے خدا کو مانتا تھا اور اس کے ابراہیمی خدا کو تسلیم کرنے کا کوئی بیان دستیاب نہیں ہے۔ یہ سائنسدان کیسے طے کریں گے کہ خدا کی صفات کیا ہونی چاہیں۔ یہ ان کے دائرہ سے ہٹ کر کرنے کا کام ہے۔ خدا کے ذھن کو جان سکنے کا بیان سائنس، مذہب اور فلسفہ کے لحاظ سے لایعنی ہے۔ خدا کے ذھن سے مراد کیا ہے؟ اس سے مراد اگر خدائی منصوبہ ہے تو اس کی جزوی تفہیم ممکن ہے لیکن جو تفہیم بھی ہو گی وہ مطلق تصور نہیں ہو گی سوائے اس کے کہ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ خود وحی کی صورت میں آگاہ کر دیں یا پھر آیات کونیہ کی صورت میں ظہور پزیر ہوں۔ وگرنہ خدا کی ذات اور اس کے ذھن کی تقسیم کا دعویٰ مذہب اور فلسفہ نے نہیں کیا اور ایسا سائنس کے دائرہ میں ہی نہیں آتا۔

یہ مذھب اور سائنس کی حدود بندی کا معاملہ ہے۔ ہاکنگ جملہ معاملات کو سائنس کی نظر سے دیکھنے کا قائل لگتا ہے۔ اس کے مطابق کائنات کا سب سے اہم سوال یہ ہے کہ کائنات کو وجود کیسے حاصل ہوا اور اس کائنات کو کون کنٹرول کر رہا ہے۔ اس کے نزدیک خدا کے وجود اور عدم وجود کی بحث خالص سائنسی ہے۔ وہ خدا کے خالصتاً مادی تصور کا پرچارک ہے اور قوانین فطرت ہی کو خدا کے نام سے موسوم کرتا ہے اور وہ کائنات سے تعلق رکھنے والے خدا کا انکاری ہے۔ چوں کہ ہاکنگ صرف طبعی دنیا کو ہی فطرت کے طور پر تسلیم کرتا ہے اس لئے وہ طبعی کائنات سے ہٹ کر خارج میں موجود کسی خدا کے وجود کو تسلیم نہیں کرتا۔

خدا کی ذات ماوراء فطرت اور مابعد الطبیعات کے زمرے میں آتی ہے لہٰذا سائنس خدا کی عدم موجودگی یا عدم وجود بارے کوئی دعویٰ نہیں کر سکتی۔ سائنس بنیادی طور پر اپنی تحقیق کو چند پیمائشوں کے ذریعے مکمل کرتی ہے۔ مابعد الطبیعاتی امور سائنس کی دسترس سے باہر ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سائنس کے پاس ایسے آلات نہیں ہیں جن کے ذریعے ماوراء فطرت اشیاء کو جانچا جا سکے یا ان کا مشاہدہ کیا جا سکے۔

بلاشبہ کائنات کے آغاز اور اس کے رواں رہنے کے عمل کا معاملہ ایک بڑا حیران کن معاملہ ہے۔ ہاکنگ چونکہ کائنات کے آغاز کو سائنسی بنیادوں پر ہی قابل تشریح کہتا ہے لہٰذا اس کے مطابق کائنات از خود وجود میں آئی ہے۔ یہاں ہاکنگ کائنات کے خود بخود وجود میں آنے کے بارے میں قطعی طور پر کچھ نہیں کہتا بلکہ I think سے شروع کرتا ہے۔ اس کے مطابق کائنات Nothing (عدم) سے وجود میں آئی اور اس کی یہ تخلیق سائنس کے قوانین کے تحت ہوئی۔ طبعی کائنات کے وجود میں آنے سے قبل طبیعی قوانین کے وجود کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور اگر مان لیا جائے تو وہ قوانین سائنسی نقطہ نظر سے غیر فطری قوانین کہلائیں گے جو کہ زمانے کے آغاز سے قبل وجود کے حامل ہیں۔ ماوراء زمان و مکاں "قوانین فطرت" کی اصطلاح یقیناً حیرت انگیز ہے لیکن اس سے مذہب اور سائنس کا مزعومہ جھگڑا ختم ہو سکتا ہے۔ قوانین فطرت کا کائنات پر تقدم زمانی ذات باری تعالیٰ کے حق میں عقلی دلیل کے طور پہ لیا جا سکتا ہے۔

کائنات کی تخلیق میں اللہ تعالیٰ کی مشیت اور ارادہ کارفرما ہے۔ طبیعی دنیا میں ہر علت کا معلول ہوتا ہے۔ اس طرح سے کائنات کا سبب کلمہ کن ہے۔ کلمہ کن غیر طبیعی ہے اور مابعد الطبیعات سے متعلق ہے۔ اس لحاظ سے مافوق الفطرت "امر" سے ماتحت الفطرت "کائنات" کا وجود میں آنا ایک عظیم الشان ذات باری تعالیٰ کے وجود پر دلیل ہے۔ ہاکنگ کا کائنات کے آغاز سے

قبل قوانین کے موجود ہونے کے دعویٰ کو درست بھی مان لیں تو پھر بھی یہ اسلامی نقطہ نظر سے باطل نہیں ہے۔ چونکہ تخلیق السماوات والارض سے پہلے بھی ذات باری تعالیٰ اپنی جملہ صفات عالیہ سے متصف تھی اور ہر معاملہ پر قدرت کی حامل تھی اور اپنے امر کے نفاذ پہ قادر تھی۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے

﴿بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ﴾[26]

”نیا پیدا کرنے والا آسمانوں اور زمین کا اور جب کسی بات کا حکم فرمائے تو اس سے یہی فرماتا ہے کہ ہو جا وہ فوراً ہو جاتی ہے“۔ دوسری جگہ ارشاد ہے:

﴿اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَآ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ﴾[27]

”جو چیز ہم چاہیں اس سے ہمارا فرمانا یہی ہوتا ہے کہ ہم کہیں ہو جا وہ فوراً ہو جاتی ہے“۔

﴿اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝۸۲﴾[28]

”وہ تو جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا کام بس یہ ہے کہ اسے حکم دے کہ ہو جا اور وہ ہو جاتی ہے“۔

حضرت عیسیٰ کی پیدائش، قیامت، حیات و ممات جیسے امور انسانی حسوں کی دسترس سے باہر ہیں لیکن ان کی خبر صادق و مصدوق رسول اکرم ﷺ کے زریعے حاصل ہونے کی وجہ سے صاحب یقین مسلمان کے لیے حجت کی حامل ہے۔ اور بلا تردد و شک اس پر ایمان لانا، اسکے اعتقاد کے لوازمات میں سے ہے۔

تخلیق کائنات Spontaneous کے بجائے ایک induced عمل ہے۔ سورۃ طور آیت ۳۵، ۳۶ [29] اس بابت قرآنی بیانات تفہیم کی غرض سے کافی ہیں۔ ان کا مفہوم ہے کہ کیا یہ کسی خالق کے بغیر خود پیدا ہو گئے ہیں یا یہ اپنے خالق خود ہیں، یا زمین اور آسمانوں کو انھوں نے خود پیدا کیا ہے۔ یہاں بات یقین کی ہو رہی ہے۔ زمین اور آسمان ایک مادی حقیقت رکھتے ہیں اور ایک وجود کی صورت میں ہیں۔ متذکرہ آیات خدا کے خالق ہونے پہ نص ہیں۔ آیات ۳۵ اور ۳۶ میں دیئے گئے تینوں مفروضہ جات پر غور و فکر کے بعد یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ نہ تو کائنات کسی خالق کے بغیر معرض وجود میں آئی، نہ یہ اپنی خالق خود ہے اور نہ ہی خدا کے علاوہ کوئی اس صلاحیت کا مالک ہے۔ کوئی شخص اگر اللہ تعالی کے سوا کسی اور کو کائنات کی ابتداء سے منسوب کرتا ہے تو وہ مغالطہ کا شکار ہے، وہ دراصل اللہ تعالی کو جان ہی نہیں سکا۔ وہ جہالت کی وجہ سے حقیقی خدا کے اوصاف مبہم خدا کو منسوب کر رہا ہے جیسا کہ یہاں ہاکنگ قوانین فطرت کو خدائی صفات سے متصف کر رہا ہے۔

ہاکنگ کے مطابق کائنات کے ارتقاء کا تعین سائنس کے قوانین کے ذریعہ ہو سکتا ہے اور ان قوانین کے نفاذ میں خدا کا کردار ہو بھی سکتا ہے اور نہیں بھی ہو سکتا۔ لیکن خدا ان قوانین میں مداخلت کرکے قوانین کو توڑ نہیں سکتا یا قوانین کو توڑنے میں مداخلت نہیں کر سکتا۔ ہاکنگ یہاں سائنسی جبریت کی بات کرتا ہے یعنی کہ سائنسی اعمال ایک طے شدہ کلیہ قاعدہ کے مطابق ہوتے ہیں۔ مثلاً نیوٹن کے حرکت کے تیسرے قانون کے مطابق ہر عمل کا رد عمل ہوتا ہے جو کہ مقدار میں عمل کے برابر اور سمت میں مخالف ہوتا ہے۔ روز مرہ اور ایٹمی سطح سے کائناتی سطح پر تا حال اس قانون کے مغائر کوئی شواہد موجود نہیں ہیں۔ لہٰذا سائنسی قوانین ایک طرح سے برتاؤ کرتے ہیں۔ ان معنوں میں جبریت کو سائنسی قوانین سے منسوب کرنا درست ہے۔

ہاکنگ کے مطابق کائنات کا آغاز اور ارتقاء سائنسی قوانین کے تحت بیان کیا جا سکتا ہے۔ وہ اس سے قبل قوانین فطرت کو ہی خدا کے نام سے موسوم کر چکا ہے اور یہاں اس کا کہنا ہے کہ بالفرض خدا ہے بھی تو وہ قوانین فطرت میں مداخلت کرکے انہیں

توڑنے کا مجاز نہیں۔ یہ ایک Paradox ہے۔ اگر خدا قوانین فطرت ہی کا دوسرا نام ہے تو وہ اپنے آپ میں کیسے تصرف کر سکتا ہے مزید یہ کہ قوانین تو Deterministic نوعیت کے حامل ہوتے ہیں۔ اس طرح سے قوانین کا قوانین میں تصرف ایک لایعنی بات ہے، اس کے برعکس اللہ تعالیٰ ازل سے ہیں اور ابد تک رہیں گے۔ ارشاد خداوندی ہے:

﴿هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾[30]

"وہی اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن اور وہی سب کچھ جانتا ہے"۔

یعنی جب کائنات کی کوئی چیز موجود نہ تھی اس وقت بھی اللہ موجود تھا اور جب کائنات کی کوئی شے باقی نہ ہوگی سب کچھ فنا ہو جائے گا اس وقت بھی بس اللہ تعالیٰ کی ذات موجود ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ظاہر اس لحاظ سے ہے کہ ہر چیز کا وجود اور ظہور اس کے وجود سے ہے۔ انفس و آفاق پر تدبر کرنے سے اللہ تعالیٰ کے وجود پر متعدد دلائل مل جاتے ہیں۔ کائنات کی ہر شے اللہ تعالیٰ کے وجود پر دلالت کرتی ہے اللہ تعالیٰ باطن اس لحاظ سے ہے کہ حواس خمسہ سے اس کا ادراک تو درکنار، عقل سے اس کی ذات یا صفات کے متعلق کوئی صحیح تصور بھی قائم نہیں کر سکتے۔ کائنات کی تخلیق میں اللہ عزوجل کا ارادہ کارفرما ہے۔ کائناتِ ہستی کو وجود ملنے سے قبل اللہ عزوجل کا اندازہ، پھر عدم سے وجود اور وجود کا نک سک درست کرنا قرآن کریم میں بیان ہوا ہے۔

﴿هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾[31]

"وہی ہے اللہ بنانے والا پیدا کرنے والا ہر ایک کو صورت دینے والا اسی کے ہیں سب اچھے نام اس کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہی عزت و حکمت والا ہے"۔

﴿الَّذِي خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ فِيٓ اَيِّ صُورَةٍ مَّا شَاءَ رَكَّبَكَ﴾[32]

"جس نے تجھے پیدا کیا پھر ٹھیک بنایا پھر ہموار فرمایا، جس صورت میں چاہا تجھے ترکیب دیا"۔

قدرت اور علم اللہ تعالیٰ کی صفات کمال ہیں لہٰذا وہ قوانین میں تصرف کر سکتا ہے، اللہ تعالیٰ کی صفات کے تعین میں لا ادریت قابل فہم ہے لیکن ذات باری تعالیٰ کی زمام کائنات میں مداخلت بدیہی ہے اور صفات سے معطل خدا گوئی خدا نہیں بلکہ زنادقہ کے ذھنوں کی اختراع ہے۔ اپنے احکامات کی تیفیذ میں اللہ تعالیٰ غالب ہیں، جیسا لہ ارشاد باری ہے:

﴿وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ ۝۱۸﴾[33]

"اور وہی غالب ہے اپنے بندوں پر، اور وہی ہے حکمت والا خبر دار"۔

ہاکنگ اپنے مفروضہ خدا کو کائنات کی ابتداء کے حالات بارے منصوبہ کی اجازت بھی نہیں دے رہا۔ اس کے مطابق اگر خدا ہے بھی تو وہ کائنات کی ابتداء شرائط کا تعین نہیں کر سکتا۔ ہاکنگ کا یہ دعوی محض ہوائے نفس ہے۔ اس دعویٰ کے لئے اس کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔ اس کے نزدیک کائنات کو بنانے کے لئے تین اجزاء کی ضرورت ہے۔ ا۔ مادہ ۲۔ توانائی ۳۔ وہ علاقہ جہاں کائنات کو بنانا ہے۔

ہاکنگ کے مطابق ان تینوں درکار اجزاء کے بارے میں سائنس بیسویں صدی تک خاموش رہی۔ آئن سٹائن کے مطابق مادہ اور توانائی Interconvert able ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مادہ اور توانائی آئے کہاں سے؟ مادہ ازلی نہیں بل کہ حادث ہے۔ ہاکنگ اس کا جواب خود دیتا ہے۔

> *Space and energy were spontaneously invented in an event we know call the big bang*[34].

ہاکنگ کا دعویٰ ہے کہ مادہ اور توانائی از خود بگ بینگ کے نتیجہ میں Invent ہو گئے۔ پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مادہ اور توانائی کے invent ہونے کا فیصلہ کس نے کیا؟ اور مادہ ہی کیوں بنا کسی اور نوع کی شے کیوں نہیں بنی؟ مزید یہ کہ جدید فزکس ڈارک میٹر اور ڈارک انرجی کو کائنات کا ایک لازمی جزو مانتی ہے۔ اس ڈراک میٹر اور ڈارک انرجی کی بابت بگ بینگ تو خاموش ہے۔ بالفرض مادہ وجود میں آ ہی گیا تو اس مادہ سے پھر سمجھ بوجھ رکھنے والا اور دانش و بینش سے متصف انسان کیسے وجود میں آیا۔ بالفرض ایٹم کی تخلیق مان لیتے ہیں تو ان بے شعور ایٹمز کے درمیان تعلق بارے شعور کس نے ڈالا کہ کچھ ایٹم مل کر انسان کا دماغ بنائیں اور وہ دماغ کائنات پر غور و فکر کرنے کے قابل ہو۔ علی ہذا القیاس۔ لہٰذا بگ بینگ کو اگر کائنات کا نقطہ آغاز مان بھی لیا جائے تو اس کے شروع کرنے میں کسی خارجی ہستی کا دخل معلوم ہوتا ہے۔ مادہ اور توانائی کے از خود پیدا ہونے کا کوئی عقلی اور نقلی ثبوت دستیاب نہیں ہے۔ عدم سے وجود کے لئے کن فیکون کا عمل کارفرما ہے۔ ہاکنگ اس کے بعد جو سوال کرتا ہے کہ

> *How does an entire universe full of energy, the awesome vastness of space and everything in it, simply appear out of nothing.* [35]

یعنی کہ اتنی عظیم کائنات کیسے خود بخود معرض وجود میں آ گئی۔ اس کے جواب میں کہتا ہے کہ پہلی فرصت میں خدا کا تصور کیا جاتا ہے یعنی کہ خدا نے مادہ اور توانائی کو تخلیق کیا اور پھر کائنات کی تخلیق بذریعہ بگ بینگ ہوئی۔ اس کے نزدیک قوانین فطرت کے ذریعے کائنات کے آغاز کو سمجھا جا سکتا ہے اور یہ معلوم کیا جا سکتا ہے کہ کیا وجود خدا ہی کائنات کے آغاز بارے تشریح کے لئے ضروری ہے؟ نیز ساری کی ساری کائنات مفت میں عدم سے حاصل کی جا سکتی ہے۔ بگ بینگ سے متعلق سب سے حیرت انگیز بات یہ ہے کہ اتنی عظیم کائنات Nothing سے بصورت مادہ حاصل ہوئی۔ اس کے مطابق اس کا راز قوانین طبیعات میں پنہاں ہے اور یہ قوانین طبیعیات "نیگٹیو انرجی" کا تقاضا کرتے ہیں۔ قوانین طبیعات جن کا آغاز ہی نامعلوم ہے اور وہ نامعلوم "منفی توانائی" کا تقاضا کرتے ہیں۔ نامعلوم، نامعلوم سے مربوط اور مبہم شے سے متعلق معلوم ہوتے ہیں۔

ہاکنگ تو کسی بھی ماوراء شے کے تصور کو عبث مانتا ہے۔ یہاں نیگٹیو انرجی کا کوئی تجرباتی ثبوت موجود نہیں۔ مزید یہ کہ منفی توانائی کا وجود کسی صورت خدا کی نفی نہیں کر سکتا۔ منفی توانائی موہوم ہے جب کہ خدا معلوم ہے۔ منفی توانائی Speculation ہے جب کہ خدا ایک حقیقت ہے۔ مذہب موہوم کے بجائے معلوم پر یقین رکھنے کی دعوت دیتا ہے۔ قرآن کریم کا آغاز بھی سورۃ الفاتحہ کی آیات الحمد للہ رب العالمین سے ہوتا ہے۔ اس میں عالم سے مراد عالم ظاہری کے ساتھ عالم باطنی بھی ہے۔ آگے چل کر غیب پہ ایمان لانے کا کہا گیا ہے۔ لیکن اس غیب کی خبر ایک باوثوق ذریعہ سے حاصل شدہ ہے موہوم نہیں ہے۔

ہاکنگ کے مطابق بگ بینگ کے وقت کی منفی توانائی اس وقت خلا کی صورت میں ہے یا خلا میں ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ:

> *This may sound odd but according to the laws of nature concerning gravity and motion. Law that are among the oldest in science space itself is a vast store of negative energy. Enough to ensure that everything adds up to zero.* [36]

گریوٹی اور حرکت سے متعلقہ قوانین فطرت کہیں بھی خلا کو منفی توانائی کے عظیم مجموعہ سے متصف نہیں کرتے۔ ہاکنگ کے مطابق کائنات کی جملہ لوازمات کا مجموعہ صفر کے برابر ہے اور یہ صفر Nothing کو ظاہر کرتا ہے، اس سے کائنات کا

Nothing یعنی عدم سے وجود ثابت ہوتا ہے۔ عدم سے وجود کے لئے کسی غیر کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ للذا کائنات کی تخلیق میں کسی خدا کی مداخلت کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن یہ سوال جواب طلب ہے کہ منفی اور مثبت توانائیوں کی Bifurcation خود بخود کیسے عمل میں آ گئی۔ مثبت اور منفی توانائیوں کا آغاز کا موجب کون ہے۔ نیز توانائی کا منفی اور مثبت انواع میں تقسیم ہونے کا فیصلہ کس نے کیا؟

ہاکنگ کے مطابق ابتدائی طور پر کائنات ایک ایٹم سے بھی کم حجم کی حامل تھی۔ اور پھر قوانین فطرت سے انحراف کیئے بغیر وجود میں آئی۔ پروٹان سے بھی کم حجم والی کائنات کہاں سے آئی؟ اس بارے میں ہاکنگ خاموش ہے۔ مزید یہ کہ اس کم حجم والی کائنات سے موجودہ کائنات کا ظہور کیونکر ہوا؟ اس پر بھی ہاکنگ کوئی دلیل نہیں دے رہے۔ اس کے مطابق بگ بینگ کے وقت خلاکے پھیلاؤ کی صورت میں بہت زیادہ مقدار میں انرجی خارج ہوئی یہاں ہاکنگ خود ایک سوال اٹھاتا ہے کہ

Did God Create the quantum laws that allowed the big bang to occur? In a nutshell do we need a God to set it up so that the big bang could bang[37]?

تخلیق سے قبل قوانین فطرت کی موجودگی ان کے وضع کرنے والے کے وجود پر دلالت کرتی ہے۔ مزید یہ کہ ہاکنگ یہاں "We know" سے اپنا دعویٰ پیش کرتا ہے۔ سائنس میں جاننے کے لئے کوئی ایمپریکل گواہی کا ہونا لازم ہے یا کسی قانون کے تحت کسی مظہر کی تشریح بھی جاننے کے زمرے آتی ہے۔ یہ کہنا کہ ہم جانتے ہیں کہ کائنات ایک وقت انتہائی صغیر تھی، جاننے سے زیادہ قیاس معلوم ہوتا ہے۔ اسلامی فکر کا اس دعویٰ سے کوئی اختلاف نہیں ہے۔ ہاکنگ کہتا ہے کہ اس کے خیال میں سائنس کے پاس الوہی خالق کے علاوہ کائنات کی ابتداء کے بارے میں زیادہ تشریحی طاقت ہے۔

سائنس قوانینِ طبیعات یا کائنات کے آغاز کے بارے میں توضیح، اندازوں کی صورت میں کر سکتی ہے۔ اس وقت تک سائنسدان بنیادی فطری قوتوں کے آغاز کے بارے میں نہیں جان سکے للذا جن قوانین کی بنیاد ہی غیر واضح ہو، ان قوانین کو کائنات کی ابتداء کا موجب قرار دینا غیر منطقی ہے جبکہ ہاکنگ مسلسل قوانین فطرت کو کائنات کی ابتداء کا موجب قرار دے رہا ہے۔ حق بات تو یہ ہے کہ جس کیلئے خلق ہے اسی کے لئے امر ہے۔ اللہ تعالیٰ تدبیر امر کرتے ہیں: [38]

ہاکنگ کا کہنا ہے کہ توانائی کے بغیر کائنات کا ظہور ہو سکتا ہے اور ایسا ہمیں قوانین فطرت سے معلوم ہوتا ہے۔ اگر ہم ایسا قانون فطرت مان بھی لیتے ہیں تو وہ ہمیں یہ کیسے بتلائے گا کہ Nothing جو کہ خود "لاشے" ہے، بگ بینگ کے ذریعے عظیم کائنات کو کیسے وجود میں لا سکتی ہے۔ ہاکنگ آئن سٹائن کا حوالہ دے رہا ہے کہ زمان و مکان کیسے ایک دوسرے سے Intertwined ہیں۔ اور کہتا ہے کہ بگ بینگ کے وقت "وقت" کی ابتداء ہوئی اور وہ لمحہ بڑا حیران کن رہا ہوگا۔ یہ خطبانہ اسلوب ہے اور الفاظ کی ملمع کاری اپنے دعویٰ کے جواز میں خلا میں ایک بلیک ھول کو متصور کر کے مثال پیش کی ہے۔ یہاں بلیک ھول کی خصوصیات گنوائی گئی ہے۔ اس وقت بلیک ہول ایک تصور کا نام ہے اور اس کی اصل حقیقت معلوم نہیں اور نہ ہی یہ معلوم ہے کہ بلیک ھول کے اندر قوانین طبیعات قابل عمل ہیں کہ نہیں! یہ دراصل تصوراتی کیفیت ہے اس سے حقیقت پر پردہ نہیں ڈالا جا سکتا۔ ہاکنگ کے بقول بلیک ہول کے اندر وقت اپنا وجود کھو بیٹھتا ہے۔ وہ اسی کو بطور مثال لے کر کائنات کے آغاز میں وقت کے ختم ہو جانے کا دعویٰ کرتا ہے۔ ہاکنک کی یہ تمثیل سائنسی طریقہ کار سے مطابقت نہیں رکھتی۔

نتائج بحث:

ہاکنگ کائنات کو حادث جبکہ قوانین فطرت کو ازلی مانتا ہے۔ اس کے نزدیک کائنات کو وجود بخشنے کے پیچھے فوق الفطرت ہستی کی کوئی گنجائش نہیں بلکہ اس کا موجب "وقت" ہے۔ وہ قوانین فطرت کو خدائی صفات منسوب کرتا ہے بلکہ لگے بندھے قوانین فطرت ہی کو "خدا" قرار دیتا ہے جو کہ کائنات میں تصرف کرنے سے عاجز ہے۔

کائنات کے عدم سے وجود میں آنے کے پیچھے علیم حکیم ہستی کے بجائے مفروضات کا سہارا لے کر کثیر دنیاؤں کے تصور کو بطور دلیل پیش کرتا ہے۔ کائنات کے ڈیزائن کا تو قائل ہے پر اس کے ڈیزائنر کو تسلیم نہیں کرتا۔ ابتدائے کائنات اور خالق کائنات سے متعلق اس کے بیانات الحادی نوعیت کے ہیں اور دلائل سائنس کے لبادے میں پیش کئے گئے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی وحوالہ جات

---

[1] . Hawking, S. (2018). Brief Answers to the Big Questions.(ed.). New York: Bantam Books., p.i

[2]. William Broad and Nicholas Wade-(1985) Betrayers of the truth : Fraud and Deceit in Science: Oxford: Oxford University Press

[3] . Hawking, S. (2018). Brief Answers to the Big Questions. p.1

[4] . Hawking, S. (2018). Brief Answers to the Big Questions. p.1

[5] ۔الاعراف: 54

Al-A'rāf, Verse:54

[6] . Hawking, S. (2018). Brief Answers to the Big Questions. p.1

[7] Hawking, S. (2018). Brief Answers to the Big Questions. p.30

[8] ۔ الاعراف:179

Al-A'rāf, Verse:179

[9] ۔بنی اسرائیل:36

Al-Isrā,, Verse:36

[10] حٰم السجدۃ:53،البقرۃ:164

Ḥāmīm Al-Sajdat, Verse:53 / Al-Baqarat, Verse:164

[11] ۔سبا:9

Sabā, Verse:09

[12] ۔یوسف:105،106

Yoūsaf, Verse:105-106

[13] . Hawking, S. (2018). Brief Answers to the Big Questions. P.2

[14] .Ibid. p.2

[15].Ibid. p.2

[16] ۔الرعد: 15

Al-Ra'd, Verse:15

[17] ۔الروم: 30

Al-Rūm, Verse:30

[18]. Hawking, S. (2018). Brief Answers to the Big Questions. p.2

[19]. Ibid. p.2

[20]۔ ڈی ازم لاطینی لفظ Dues سے ماخوذ ہے، جس کے معنیٰ "خدا" کے ہیں۔ یہ ایک فلسفیانہ عقیدہ ہے، اس عقیدہ کے مطابق خدا بہر صورت خالق کائنات ہے، لیکن وہ تخلیق شدہ دنیا کے ساتھ کوئی مداخلت نہیں کرتا۔ نیز خدا کا وجود اس کائنات کی ہر چیز کا سبب (Cause) ہے۔

[21] *http//:www.britannica.com*

[22]۔ الشوریٰ: 11

Al-Shūrā, Verse:11

[23].*Hawking, S. (2018). Brief Answers to the Big Questions. P.2*

[24] الانعام: 03-04

Al-An'ām, Verse:03-04

[25]۔ فاطر: 41

Fāṭir, Verse: 41

[26]۔ البقرہ: 117

Al-Baqarat, Verse:117

[27]۔ النحل: 40

Al-Naḥal, Verse:40

[28] یس: 82

Yāsīn, Verse:82

[29] أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ ﴿٣٥﴾ أَمْ خَلَقُوا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بَل لَّا يُوقِنُونَ

[30]۔ الحدید: 3

Al-Ḥadīd, Verse:03

[31]۔ الحشر: 24

Al-Ḥashar, Verse:24

[32]۔ الانفطار: 7، 8

Al-Infiṭār, Verse:07,08

[33]۔ الانعام: 18

Al-An'ām, Verse:18

[34] *Hawking, S. (2018). Brief Answers to the Big Questions. P.3*

[35] . *Hawking, S. (2018). Brief Answers to the Big Questions. P.4*

[36] .*Hawking, S. (2018). Brief Answers to the Big Questions. P.5*

[37] . *Ibid., p.6*

[38]۔ الاعراف: 54

Al-A'rāf, Verse:54